

# مُسْلِمَانوں مِیں ہندوانہ رسوم و رواج

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



فضیلہ شیخ فاطمہ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ



Dar-ul-Andalus

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدنہ البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# مُسْلِمَانوں مِیں ہندوانہ رسوم و رواج



فہمیدہ شیخ فاطمہ عبد الستار ابن محمد



www.KitaboSunnat.com

4- لیک روڈ چوہدری لاہور | غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور  
+92-42-37230549 | +92-42-37242314

دارالاندلس

Head Office : +92-42-35062910 Cell: +92-322-4006412 Fax: +92-42-37150407

E.mail: dar\_ul\_andlus@yahoo.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ملاحقہ حق اور مشورہ ہیں

نام کتاب  
مسلمانوں میں  
ہندوانہ رسوم و رواج

تالیف

دارالاندلس

ناشر

قیمت

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز



غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور  
+92-42-37242314

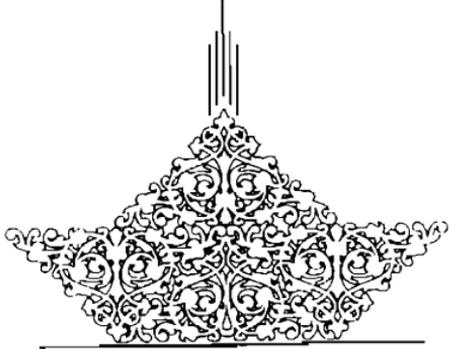
4- لیک روڈ چوہدری لاہور  
+92-42-37230549

Head Office . +92-42-35062910 Cell +92-322-4006412 Fax +92-42-37150407

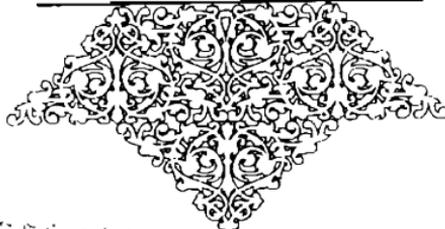
E mail: dar\_ul\_andlus@yahoo.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مِسْکَاتَانُونِ مِیْنِ  
ہندو اناہ رسوم و رواج  
کتاب



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مسنون خطبہ

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَ مَنْ يُضِلِّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرِ الْهَادِي هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ○

”بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں۔ ہم اپنے نفوس کے شر اور اپنی بد اعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اپنے در سے دھنکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

حمد و صلوة کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔“

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشوتوں (کو قطع کرنے) سے ڈرو (بچو)۔ بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔“

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم (سیدھی اور سچی) ہو۔ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔“

(۱) آل عمران: ۱۰۲/۱۳ - (۲) النساء: ۱/۴ - (۳) الاحزاب: ۷۱/۳۳ - ۷۱

(۴) صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب خطبته ﷺ فی الجمعة: ۱۵۳/۶ - ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة نسائی، کتاب صلاة العیدین، باب کیف الخطبة۔ ابن ماجہ، باب اجتناب المدح والجدل۔ دارمی، باب اتباع السنة۔ مسند احمد: ۱۲۷/۴ - ۱۲۶

## مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم و رواج

- 11..... مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم و رواج (۱)
- 20..... عبادت (۲)
- 20..... نماز اور ذکر (۳)
- 24..... تسبیح اور مالا (۴)
- 26..... ہر کام کی ابتداء (۵)
- 28..... ملاقات کا طریقہ (۶)
- 29..... ستاروں کی تعظیم (۷)
- 31..... مسلمانوں میں قطب کی تعظیم (۸)
- 33..... چوریاں بتانا (۹)
- 33..... استخارہ کے نام پر کہانت (۱۰)
- ”سرادھ“ اور ایصال ثواب کی رسمیں ختم، قتل، برسی، سالگرہ وغیرہ (۱۱)
- 34..... کہاں سے آئیں؟ (۱۲)

- 38 ..... گاڑیوں میں لٹکے ہوئے جوتے اور نقش نعلین شریفین ❁
- 39 ..... گنگا، جمننا، متھرا کے سفر اور اجمیر، داتا سہون کے سفر ❁
- 42 ..... شادی کی رسمیں ❁
- 45 ..... نکاح سے پہلے روٹی اور نیوندر ❁
- 46 ..... لڑکیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی بجائے جہیز دینا ❁
- 48 ..... بے پردگی اور بے حیائی ❁
- 49 ..... بغیر اجازت گھروں میں جانا ❁
- 50 ..... دیور کا بھابی سے عام میل جول ❁
- 52 ..... موسیقی اور گانا بجانا ❁
- 53 ..... چہرے کی وضع قطع، داڑھی اور مونچھیں ❁
- 56 ..... بیوہ کی شادی کو معیوب سمجھنا ❁
- 59 ..... ذکر اور جہاد سے روکنے والے اکیلے ❁

## عرض ناشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ  
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناقابل معافی جرم شرک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ  
يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸/۴)

”اللہ تعالیٰ یہ جرم ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک بنایا  
جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔“

ہندو اس جرم عظیم کا نمائندہ اور وکیل ہے۔ اس وقت بھی تین کروڑ بتوں کی پوجا  
صرف ہندوستان میں ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کو شرک کے خاتمہ اور توحیدی نظام کے  
قیام کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ آج کا مسلمان ہندو شرک کی پوری پوری  
نقالی کر رہا ہے۔

اگر ہندو گنگا، جمنا اور متھرا کے سفر کرتا ہے تو مسلمان اجمیر، داتا اور سہون جاتا ہے۔

بسنت اور ویلنٹائن ڈے پوری سرکاری سرپرستی میں منائے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ، غمی خوشی، عبادات، رسوم و رواج، شکل و صورت، لباس، تہذیب و ثقافت میں اس حد تک امت مسلمہ گمراہی میں جا چکی کہ مسلمان اور ہندو میں تمیز کرنا ممکن نہیں رہا۔

زیر نظر کتاب ”مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم و رواج“ میں محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ تعالیٰ نے دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے کہ آج مسلمانوں نے بے شمار معاملات میں یہود و ہنود کی نقالی اختیار کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب کے مفاہیم کو سمجھ کر اصلاح کرنے کی توفیق دے۔ آمین

طالب دعا

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ”دارالاندلس“

## مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم و رواج

﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا نَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ اَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱)

جب کوئی شخص اسلام لاتا ہے تو اس میں کئی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ اس کی دوستی اور دشمنی کا معیار بدل جاتا ہے۔ جو کل تک اس کے دوست تھے وہ دشمن بن جاتے ہیں اور جو دشمن تھے وہ دوست بن جاتے ہیں اور ان نئے بننے والے دوستوں کی خاطر وہ پرانے دوستوں سے لڑائی تک کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس لڑائی میں اپنی جان اور اپنا مال قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ ﴾ (۳)

”یقیناً تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے بر ملا کہہ دیا کہ ہم بری ہیں تم سے اور اس سے جس کی اللہ کے علاوہ تم عبادت کرتے ہو۔ (ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہیں) ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض کھلم کھلا ظاہر ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی ہو اور اس دشمنی کا کھلم کھلا اعلان کیا جائے۔ یہ دشمنی صرف اس وقت ختم ہو سکتی ہے جب وہ اکیلے اللہ پر ایمان لے آئیں۔ اگر یہ بات نہ ہو تو ایمان نہیں ہے۔ ایمان اسی چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ سے اور ان کے دوستوں سے محبت ہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی ہو۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصْرَىٰ أَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾ (۳)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے وہ انہی سے ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اس آیت میں یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے منع کرنے کی ایک نہایت نفیس حکمت بیان فرمائی گئی ہے۔ فرمایا: تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

بعض اوقات انسان کی کسی کافر، یہودی یا عیسائی سے دوستی ہو جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ اس سے تعاون کرتا ہے یہ سمجھتا ہے کہ اس نے مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ اس لئے یہ میرا حقیقی دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلط خیال کی اصلاح فرمائی۔ ﴿بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ﴾ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جسے آپ اپنا دوست سمجھ رہے ہیں یہ دوسرے یہود و نصاریٰ کا دوست ہے۔ اس کی تمہارے ساتھ دوستی ہے تو کچھ اوروں کے ساتھ بھی دوستی ہے جو تمہارے دشمن ہیں۔ کفار کے ساتھ دوستی پر اتنا سخت حکم لگایا، فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (۴)

”تم میں سے جو ان کے ساتھ دوستی رکھے گا پھر وہ ہم سے نہیں بلکہ انہی میں سے ہے۔“

وہ مسلمانوں کی صف میں نہیں بلکہ کفار کی صفوں میں ہے۔ میرے بھائیو! دیکھو کتنا سخت فتویٰ ہے کہ کفار سے دوستی رکھنے والا انہی میں سے ہے۔ مسلمانوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» (۵)

”جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔“

میرے بھائیو!..... اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کے دوست تین قسم کے ہوتے ہیں اور دشمن بھی تین قسم کے۔ سب سے پہلے میرا دوست وہ ہے جو مجھ سے محبت کرتا ہے، مجھ سے دوستی رکھتا ہے۔ دوسرا دوست وہ ہے جو میرے دوست سے دوستی رکھتا ہے۔ تیسرا وہ ہے جو میرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے۔

اسی طرح میرا ایک دشمن وہ ہے جسے مجھ سے دشمنی ہے، دوسرا دشمن وہ ہے جو میرے دوست کا دشمن ہے، تیسرا دشمن وہ ہے جو میرے دشمن کا دوست ہے۔ جو شخص میرے کسی دشمن سے دوستی رکھے، وہ میرا دوست نہیں ہو سکتا۔ میرا دشمن بھی میرا دشمن ہے۔ میرے دوستوں کا دشمن بھی میرا دشمن ہے اور میرے دشمنوں سے دوستی رکھنے والا بھی میرا دشمن ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ (۶)

(۵) ابو داؤد، کتاب النبا، باب فی لبس الصوف والشعر: ۴۰۳۱۔ مسند احمد: ۳/۵۰

(۶) الممتحنة: ۱/۶۰

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنا

لینا۔ کبھی ان پر اعتماد نہ کرنا۔“

میرے بھائیو!..... جب ایمان صحیح طریقے سے دل میں آجاتا ہے تو پھر یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ شدید محبت پیدا ہو جاتی ہے اور ان کے دشمنوں سے شدید نفرت اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اب میں ایک دو واقعات مثال کے طور پر ذکر کرتا ہوں۔

دیکھئے! ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہما پہلے کافر تھے۔ بنو حنیفہ کے سردار تھے۔ میلہ کذاب کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ کو دھوکے سے قتل کرنے کے لئے نکلے۔ مگر مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ لاکر باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، فرمایا: ”ثمامہ کہو کیا حال ہے؟“ انہوں نے کہا: ”اچھا ہے، اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خون والے کو قتل کریں گے (جس کا بدلہ لینے والے موجود ہیں) اور اگر مال چاہتے ہیں تو فرمائیے، جتنا آپ چاہتے ہیں، آپ کو دے دیا جائے گا۔“ آپ اسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے، پھر اگلے دن اس کے پاس آئے تو اس سے یہی بات فرمائی اور اس نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسرے دن وہاں سے گزرے تو پھر اس کا حال دریافت فرمایا اور اس نے وہی جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ثمامہ کو چھوڑ دو۔“ ثمامہ اس (اسیری کے) دوران قرآن کریم سنتا رہا۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز اور دوسرے حالات دیکھتا رہا۔ جونہی اسے چھوڑا گیا، مسجد کے قریب

کھجوروں کے ایک باغ میں گیا، غسل کیا، مسجد میں آیا اور بلند آواز سے پڑھا:

«أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ» (۷)

اب دیکھیے! اسلام لانے کے ساتھ ہی کیا تبدیلی واقع ہوئی؟ کہنے لگا: ”یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! اس روئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ بغض مجھے کسی چہرے سے نہیں تھا، تو اب آپ کا چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی دین مجھے آپ کے دین سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا اور اب آپ ﷺ کا دین مجھے سب دینوں سے زیادہ پیارا اور محبوب ہو گیا ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ برا دکھائی نہیں دیتا تھا، اب آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب دکھائی دیتا ہے۔“

ہند بنت عتبہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہما کا مثلہ کیا تھا اور جگر چبایا تھا، جب ایمان لے آئی تو کہتی ہے: یا رسول اللہ! تمام روئے زمین پر آپ ﷺ کے خیمہ والوں سے زیادہ کسی خیمہ میں رہنے والوں کے متعلق میری یہ خواہش نہیں تھی کہ وہ ذلیل ہوں، اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ روئے زمین پر آپ کے خیمے سے بڑھ کر کسی خیمہ کے متعلق میری خواہش نہیں کہ انہیں عزت حاصل ہو۔ (۸)

تو میرے بھائیو!..... یہ ایک قدرتی چیز ہے کہ ایمانی محبت تمام محبتوں پر غالب

(۷) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفہ و حدیث ثمامہ بن اثال: ۴۳۷۲۔

(۸) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ذکر ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی

الله عنها: ۳۸۲۵۔

ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہم سے تقاضا بھی یہی ہے کہ ہماری طرف آؤ تو پورے آؤ۔ یہ نہیں کہ کچھ دوستی ہم سے اور کچھ ہمارے دشمنوں سے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو قطعاً گوارا نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَتَأَيَّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اَدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۹﴾﴾

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!..... اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

میرے بھائیو!..... یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ ہم میں سے بیشتر کے پہلے آباء و اجداد ہندو تھے۔ پھر اللہ نے انہیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ جب مسلمان ہوئے تو پورے پورے اسلام میں داخل ہوتے اور انہیں کفر کی رسوم سے شدید بغض ہوتا۔ ہو سکتا ہے ابتداء میں مسلمان ہونے والوں کا ایسا ہی حال ہو۔ وہ پورے پورے اسلام میں داخل ہوئے ہوں اور انہوں نے ہندوانہ رسوم یکسر چھوڑ دیں ہوں۔ مگر افسوس کفر کے ساتھ اسلام کی جو عداوت ہونی چاہئے، مسلمان اسے قائم نہ رکھ سکے۔ جبکہ ہندوؤں نے اسلام کے ساتھ اپنی نفرت برقرار رکھی۔ انہوں نے مسلمانوں کو ناپاک قرار دیا، کہ یہ پلید ہیں۔ ان کا جھوٹا کھانا پینا ناجائز ہے اور اگر ان کا سایہ پڑ جائے تو ہندو بھر شٹ (پلید) ہو جاتا ہے۔

کفر کا امام کے ساتھ اتنا شدید بغض دیکھ کر ہی مسلمانوں کو چاہتے ہیں کہ باقی تمام رسوم سے دلی بغض رکھتے اور کسی صورت ان کا اثر قبول نہ کرتے۔ مگر جو ایسا ہے۔ آپ اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیں۔ امت مسلمہ کے افراد کی زندگی کا جائزہ لیں۔ میں بھی کچھ نشان دہی کروں گا۔ آپ اس ارادے سے مسلمانوں کے اعمال کو دیکھیں کہ ان میں غیروں کی کون کون سی چیزیں داخل ہو گئی ہیں تو آپ کو بے شمار چیزیں نظر آتی شروع ہو جائیں گی اور آپ پکار اٹھیں گے کہ اوہو! ہم تو ہندوؤں کا طریقہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری وہ روش نہیں جو اصحاب رسول ﷺ کی تھی۔ عبادت سے لے کر معاملات تک، رہن سہن سے بول چال تک، غرض ہر چیز میں وہ طریقہ اختیار کر لیا ہے جو خاص طور پر کفار کا طریقہ ہے۔ حالانکہ دشمنی کا تقاضا یہ تھا کہ ان کی مخالفت کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( خَالِفُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى )) (۱۰)

”یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو۔“

بہت سی چیزیں بتائیں کہ فلاں چیز میں مخالفت کرو، فلاں میں مخالفت کرو۔ یہودیوں کو دیکھا کہ اپنے سر کی مانگ نہیں نکالتے۔ یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے سر کے درمیان میں مانگ نکالنی شروع کر دی۔ یہودی موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کی فرعون سے نجات کے شکرانے کے طور پر 10 محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں

آئندہ سال زندہ رہا تو (9) محرم کا روزہ رکھوں گا۔ تاکہ اصل عبادت اور شکر یہ بھی ادا ہو جائے اور دن بدلنے کے ساتھ یہود کی مخالفت بھی ہو جائے۔ (۱۱)

میرے بھائیو!... کوئی ایسا کام جو کفار کا خاص طریقہ ہو، اگر قرآن و حدیث میں اس کی واضح طور پر ممانعت نہ بھی آئی ہو تب بھی مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ جو کسی قوم نے ساتھ مشابہت اختیار کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ انہی میں سے ہے۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ مسلمانوں نے کفار کے وہ طریقے بھی اپنالئے ہیں جن سے ساف طور پر اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ خصوصاً ہندو قوم کے بے شمار عقائد اور رسوم و رواج مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں۔

ہندوؤں کے رسوم و رواج سے واقفیت کے لئے میں نے چند کتابیں تلاش کی ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ان کا ضرور بالضرور مطالعہ کریں۔

④ ایک کتاب ہے ”تحفۃ الہند“ یہ مولانا عبید اللہ نے لکھی ہے۔ یہ پہلے ہندو تھے، اس وقت ان کا نام ”انت رام“ تھا۔ توفیق الہی سے مسلمان ہو گئے تو انہوں نے ہندوؤں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے یہ کتاب لکھی اور اس میں اسلام کی تعلیمات اور ہندو مذہب کے عقائد اور رسم و رواج کا مقابلہ کر کے اسلام کی حقانیت ثابت کی۔ اس کتاب میں ہندوؤں کی مستند کتابوں سے ان کے رسم و رواج اور عقائد و عبادات ذکر کئے ہیں اور خود مصنف بھی چونکہ پہلے ہندو تھے،

(۱۱) صحیح مسلم، کتاب الصیام: باب ای یوم یصام فی عاشوراء: ۱۱۳۴۔

اس لئے ان کا بیان بھی ہندو مذہب کے رسوم و رواج کے بیان میں معتبر حیثیت رکھتا ہے۔

❖ دوسری کتاب ”البیرونی“ کی ”کتاب الہند“ ہے۔ البیرونی نے ہندوستان میں آ کر یہاں کے عالموں اور پندتوں سے باقاعدہ ان کے علوم پڑھے، ان کی شاگردی کی، پھر اس کتاب میں ان کے علوم اور ان کے عقائد اور رسوم و رواج تفصیل سے بیان کئے۔

❖ تیسری کتاب ڈاکٹر ”محمد عمر“ کی تالیف ”ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر“ ہے۔ اس میں انہوں نے ہندو تہذیب کی ان چیزوں کی تفصیل لکھی ہے جو مسلمانوں میں داخل ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی کتابوں میں ہندوؤں کی رسوم بیان کی گئی ہیں۔

اب میں ہندوؤں کی چند چیزیں آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں۔

### عبادت:

سب سے پہلی چیز تو عبادت ہے اور عبادت میں پہلی چیز تو حید الہی ہے۔ ہندوؤں کے ہزاروں خدا ہیں بلکہ ان کے نزدیک ہر چیز ہی خدا ہے۔ مسلمانوں میں یہ عقیدہ وحدۃ الوجود کی صورت میں ظاہر ہوا۔

### نماز اور ذکر:

دوسری چیز نماز ہے۔ ”تختۃ الہند“ کے دوسرے باب کی دوسری فصل میں لکھا ہے کہ

ہندوؤں کے دین میں دن رات میں ایک عبادت فرض ہے اس کا نام ”سندھیا“ ہے۔ اس کے تین وقت ہیں:

① صبح کا وقت ② دن کے درمیان کا وقت ③ شام کا وقت۔ اور

اس عبادت میں وہ دل سے تو اپنے تین بڑے دیوتاؤں ”برہما“ ”بشن“ اور ”مہادیو“ کی تعظیم میں مصروف رہتے ہیں۔ اور آنکھیں اور ناک بند کر کے ان کی صورت کا تصور رکھتے ہیں۔ ”بشن“ کی تصویر کو اپنی ناف میں خیال کرتے ہیں ”برہما“ کی صورت کو سینے میں اور ”مہادیو“ کی صورت کو اپنے دماغ میں خیال کرتے ہیں۔ صبح کے وقت ”سندھیا“ میں مشرق کی طرف منہ کرتے ہیں۔ دوپہر کو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ بطور دعا اٹھاتے ہیں اور شام کی عبادت میں مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔

اب آپ غور فرمائیں! اسلام کا ان چیزوں سے کوئی تعلق ہی نہیں بلکہ یہ سب بت پرستی کے کام ہیں۔ نہ ہی اسلام میں آنکھیں بند کر کے نماز کی اجازت ہے نہ ہی سانس بند کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ مگر ہندوؤں کے اثر کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ چیزیں بھی آگئیں۔ صوفی حضرات اسم ذات اور نفی اثبات کے ذکر کا طریقہ ہی یہ بتاتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے پڑھو اور سانس بند کر کے پڑھو، یہ طریقہ ہندوؤں سے آیا ہے، ہندوؤں کے دیوتاؤں کی جگہ مسلمانوں نے شیخ کا تصور رکھنا شروع کر دیا کہ عبادت کرو اللہ کا ذکر کرو تو ساتھ مرشد کا تصور رکھو۔ حالانکہ یہ صاف اللہ کی عبادت میں مخلوق کو

شریہ کرنا ہے۔ لا الہ الا اللہ پڑھتے وقت اس کے مفہوم کی طرف توجہ لی جائے یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ لفظ ’لا‘ کی گھنڈی کا تصور ناف میں رکھیں۔ اور لفظ ’الہ‘ کا تصور دماغ میں رکھیں۔ اور ’الا اللہ‘ کی ضرب دل میں لگائیں۔ حالانکہ اس طریقہ کا کتاب و سنت میں کوئی وجود ہی نہیں۔ کئی لوگ لفظ اللہ لکھ کر اس کا نقش دل پر یاد کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ۔ اس کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ تو وہ ہستی ہے جس کی کرسی آسمان و زمین سے وسیع ہے۔ اس کا تصور ہاتھ پر لکھے ہوئے ایک لفظ کی صورت میں کرنا اسلام کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ پھر جس طرح ہندوؤں نے اپنے دیوتاؤں کے نقش کے تصور کیلئے ناف سینہ اور دماغ مقرر کئے ہیں اسی طرح صوفی حضرات نے ناف، سینہ اور دماغ میں چھ لطیفوں کی جگہ مقرر کر رکھی ہے اور ہر ایک لطیفے کو کسی نہ کسی پیغمبر کے زیر قدم رکھا ہوا ہے۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ مگر اس کیلئے رسول اللہ ﷺ نے ہر موقع کی مناسبت سے ذکر کی تعلیم دی ہے۔ نہایت جامع اور بامعنی کلمات سکھائے ہیں۔

مثلاً صبح کو اٹھے تو کہے:

«الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ» (۱۲)

(۱۲) صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب السئوال بأسماء اللہ تعالیٰ والاستعاذۃ

بیت الخلاء کے لیے جائے تو:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ» (۱۳)

گھر سے نکلے تو:

«بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» (۱۴)

چھینک آئے تو: «الْحَمْدُ لِلَّهِ» سننے والا کہے: «يَرْحَمُكَ اللَّهُ»، چھینک

مارنے والا دوبارہ کہے: «يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بِالْكُم» (۱۵)

عام حالات میں کوئی بامعنی کلمہ مثلاً:

«سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ» (۱۶)

ہندوؤں اور دوسری غیر مسلم قوموں میں ایک ہی لفظ بار بار دہرایا جاتا ہے۔ کوئی

رام رام کی گردان کرتا ہے، کوئی اوم یا اون کی۔

اسلام میں ان الفاظ کی تو گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ لفظ اللہ کا ورد اختیار کیا گیا کہ

سانس بند کر کے، آنکھیں بند کر کے زیادہ سے زیادہ جتنی دفعہ کہہ سکو بڑھاتے چلے جاؤ،

کہتے چلے جاؤ۔

(۱۳) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء: ۱۴۲۔ صحیح

مسلم، کتاب الحيض، باب ما يقول اذا اراد دخول الخلاء: ۳۷۵۔

(۱۴) ابو داؤد، کتاب الأدب، باب ما يقول اذا خرج من بيته: ۵۰۹۵۔

(۱۵) صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب اذا عطس كيف يشمت: ۶۲۲۴۔

(۱۶) ترمذی، کتاب الدعوات، باب في العفو والعافية: ۳۵۹۷۔

بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ مگر صرف اس لفظ یعنی محض اللہ، اللہ، اللہ، کے ورد کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے نہیں دی۔ نہ خود آپ ﷺ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔ ہندو بت پوجتے تھے۔ تم نے شیخ کا تصور پوجنا شروع کر دیا۔ وہ سانس اور آنکھیں بند کرتے تھے تم نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا۔ بتاؤ فرق کیا رہ گیا! وہ سورج کی طرف منہ کرتے تھے، اس کی تعظیم کرتے تھے۔ بعض مسلمانوں نے بھی سورج نکلتے وقت اس پر نظر جمانے کے نام پر اس کی عبادت شروع کر دی اور باور یہ کروایا کہ اس سے روحانی قوت حاصل ہوتی ہے، صرف نام بدل گئے ہیں، کام نہیں بدلے مگر صرف نام بدلنے سے کیا ہوتا ہے۔

بدلنا ہے تو مے بدلو، مزاج مے کشی بدلو  
وگر نہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہوگا

تسبیح اور مالا:

رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں پر اللہ کا ذکر گننے کی تلقین فرمائی آپ نے فرمایا:

«اعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ وَمُسْتَنْطَقَاتٌ» (۷۷)

”انگلیوں کی گرہوں پر گنو کیونکہ ان سے سوال کیا جائے گا اور یہ بلوائی جائیں گی۔“

(۱۷) ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب التسبیح بالحصی: ۱۵۰۱۔ ترمذی، کتاب

الدعوات باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید: ۳۴۸۶۔

ہندو مالا جیتے ہیں۔ مسلمانوں نے تسبیح رکھ لی۔ یہ تسبیح آپ کو رسول اللہ ﷺ سے نہیں ملے گی۔

شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف اور موضوع احادیث کے متعلق ایک کتاب ”سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة“ لکھی ہے۔ اس کی جلد ۱۸۳ میں مشہور روایت: «نِعْمَ الْمَذْكُورُ السُّبْحَةُ» (۱۸۳) یعنی ”تسبیح بہت اچھی یاد دلانے والی ہے“ کو موضوع قرار دیا ہے اور تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ تسبیح کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ پھر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اب تک جو صحیح احادیث مجھے یاد ہیں ان کی روشنی میں سو سے زیادہ گن کر پڑھنے والی کوئی حدیث مجھے نہیں ملی اور سوتک آسانی کے ساتھ انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے، اس سے زیادہ پڑھنا ہو تو بغیر گنتی کے پڑھو۔

ویسے مسلمان کو اتنا موقع ملتا ہی مشکل سے ہے کہ وہ گن کر ہزاروں کی تعداد میں وظیفہ کرے۔ کوئی دوست آ گیا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو اسے جواب دیا۔ کوئی مظلوم آ گیا۔ اس کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ نہیں کہ ادھر مہمان ذلیل ہو رہا ہے اور ادھر حضرت صاحب ہزار دانے کی تسبیح پھیر رہے ہیں۔ سانس بند کر کے بارہ ہزار دفعہ اللہ، اللہ، اللہ پورا کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ مسلمانوں کا نہیں، ہندو سادھوؤں کا ہے۔ ہندو کٹیاؤں میں گیان دھیان میں مشغول رہتے تھے۔ مسجد میں یہ طریقے چل نہیں سکتے

تھے۔ مسلمانوں نے خانقاہیں بنالیں۔ سو اسوالاکھ کے وظیفے شروع کر دیئے۔ خواہ بندوں کے حقوق بالکل برباد ہو جائیں۔ خواہ کفار مسلمانوں کے ممالک پر قابض ہو جائیں، انہیں اپنی گنتی پوری کرنے کی فکر ہے۔

### ہر کام کی ابتداء:

میرے بھائیو! یہ نبی کریم ﷺ کا راستہ نہیں ہے۔ اس راستے پر چلو گے تو بزدلی اور بے ہمتی کی طرف جاؤ گے اور نبی ﷺ کے راستے پر چلو گے تو عزت و رفعت کی طرف جاؤ گے۔ علم حاصل کر کے دعوت پھیلاؤ، جہاد کرو اور ہر وقت زبان ان اذکار سے تر رکھو جو اللہ کے رسول ﷺ نے بتائے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں کی گنتی کے چکروں میں نہ پڑو۔ میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہر کام کی ابتداء اللہ کا نام لے کر شروع کرو۔ جو اہم کام اللہ کا نام لے کر شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہے۔ کوئی کام ”بسم اللہ“ سے شروع ہوتا ہے۔ کوئی ”الحمد للہ“ سے کوئی ”اللہ اکبر“ سے الغرض ہر کام اس پیدا کرنے والے کے نام سے شروع ہوتا ہے۔

”تحفۃ الہند“ کے تیسرے باب کی چوتھی فصل میں لکھا ہے کہ ہندوؤں کے دین میں ہر کام سے پہلے ”گنیش“ کا نام لینا ضروری ہے۔ وہ ہر کام سے پہلے کہتے ہیں ”سری گنیشائے نمہ“ یعنی ”گنیش“ کو میری نمستکار یعنی تسلیمات ہے، ”گنیش“ کون ہے؟ ”مہادیو“ کا بیٹا ہے جس کا سر ہاتھی کا سا ہے اور وہ ہندوؤں کا بہت بڑا دیوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ہندوؤں کے ہاں ہر کام کی ابتداء خالق کی بجائے مخلوق کے نام سے

کی جاتی ہے۔ اب مسلمانوں کا حال دیکھئے! میں نے خود ان گناہ گار کانوں سے سنا ہے۔ ڈرائیور گاڑی پہ بیٹھا ہے۔ اللہ کا نام نہیں لیتا، بسم اللہ نہیں پڑھتا، کیا کہتا ہے؟ ”یا پیراستاد“ اللہ تجھے ہدایت دے، پیراستاد بیچارے کے ہاتھ میں کیا ہے؟ وہ تمہاری کیا مدد کرے گا۔ تم بسم اللہ پڑھ کر سوار ہو اور پھر یہ دعا پڑھو:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿۱۹﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿۲۰﴾﴾ (۱۹)

”پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے یہ (سواری) مسخر کر دی وگرنہ ہم اس کو مطیع نہ بنا سکتے۔ اور بے شک ہم نے اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

اگر کوئی شخص کشتی میں بیٹھا ہے تو کہتا ہے ”خواجہ خضر“ اتنے نادان اور بے سمجھ ہیں کہ خالق و چھوڑ کر مخلوق کو پکارتے ہیں۔ کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی کو پکارتا ہے اور کہتا ہے: یا غوث پاک، کوئی کہتا ہے: یا رسول اللہ۔

میرے بھائیو! کیا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ سکھایا ہے کہ یا رسول اللہ کہو؟ نہیں آپ ﷺ نے تو سکھایا تھا ((أذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا)) اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ غیر اللہ کو نہیں پکارنا ہے۔ جو ہمارے عزیز، ہمارے دوست، ہمارے رشتہ دار یہ کام کرتے ہیں، انہیں سمجھاؤ، ان سے کہو اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔ کیوں ہندوؤں کے راستے پر چل پڑے

ہو؟ کیوں خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے فریادیں کر رہے ہو؟

### ملاقات کا طریقہ:

اب ملاقات کا طریقہ لیجیے۔ نبی ﷺ نے ملتے وقت سلام کا طریقہ سکھایا، چھوٹا بڑے کو پہلے سلام کہے۔ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کہے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے، سوار پیادہ کو سلام کہے اور سلام کے الفاظ کیا ہیں۔ السلام علیکم اور جواب وعلیکم السلام۔ اگر ورحمۃ اللہ بڑھادیں تو کیا ہی کہنا اور اگر وبرکاتہ بھی بڑھالیں تو اس سے بھی بہتر ہے، مصافحہ بھی سنت ہے۔ اگر کبھی سفر سے آئے تو معافتہ بھی کر سکتے ہیں۔ (۲۰)

اب ہندوؤں کا طریقہ سنیے.....! ہندوؤں کے آپس میں ملنے کے طریقے مختلف ہیں۔ ان کے نزدیک جو چھوٹا ہے وہ پہلے بڑے کو ماتھا ٹیکے، بڑا اس کے جواب میں دعا دے مثلاً: جیتے رہو، اس طرح غیر برہمن قوم کے لوگ برہمن کو ماتھا ٹیکیں۔ سکھ لوگ جب آپس میں ملتے ہیں تو واہ گرو جی کی فتح کہتے ہیں۔ (۲۱)

اب دیکھیے! مسلمانوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ مسلمان بھی سلام کرتے وقت جھکتے ہیں۔ حالانکہ اس سے رسول اللہ ﷺ نے صاف لفظوں میں منع فرمایا۔

(۲۰) صحیح بخاری، کتاب الاستیذان: ۶۲۳۱۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب یسلم الراكب علی الماشی والقلیل علی الكثير: ۲۱۶۰۔

(۲۱) تحفة الہند، (تیسرا باب جوتھی فصل)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ترمذی میں صحیح حدیث ہے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا: ”یا رسول اللہ!..... آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے تو کیا اس کے لئے جھکے؟“ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جھکنے سے منع فرمایا۔ جھکنا صرف اللہ کے سامنے ہے۔ مخلوق کے سامنے نہیں۔ (۲۲)

پروفیسر حضرات، حج صاحبان اور افسر لوگ دیکھے ہیں کہ سلام کرتے وقت اتنا جھکتے ہیں کہ رکوع میں ہی چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب بھائیوں کو ہدایت دے۔ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں، ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ پھر یہ سیلوٹ بھی غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔

اب مسلمانوں میں ہندوؤں کا ایک اور طریقہ دیکھیے! مسلمان جب دوسرے مسلمان بھائی سے ملتا ہے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے۔ دوسرا جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اب بعض لوگ سلام کی جگہ کہتے ہیں: ”یا علی مدد“ اور جواب میں کہا جاتا ہے: ”مولا علی مدد“ بھائیو! ایک دوسرے سے ملتے وقت اللہ سے سلامتی اور رحمت کی دعا کی بجائے مخلوق سے مدد مانگنا صرف ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ صرف نام بدلے ہیں، عقیدہ وہی ہے۔ پرانی شراب نئی بوتلوں میں آگئی ہے۔

ستاروں کی تعظیم:

”السیرونی“ نے ”کتاب الھند“ میں لکھا ہے کہ ہندو ستاروں کی بہت تعظیم کرتے

ہیں۔ خصوصاً قطب تارے کی تعظیم دوسرے ستاروں سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے اعتقاد کے مطابق آسمان قطب پر اس طرح گھومتا ہے جیسا کہ کمہار کا چکر، اسلام میں ستاروں کی کوئی تاثیر نہیں مانی گئی۔ خوش قسمتی یا بد قسمتی سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ قحط یا بارش میں ان کا کوئی دخل ہے، اور نہ ان کی تعظیم کی تعلیم دی گئی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں ایک رات بارش ہوئی تو صبح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟“ انہوں نے کہا: ”اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے کچھ بندے ایسے ہیں جنہوں نے آج صبح اس حال میں کی ہے کہ وہ میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں اور ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں اور کچھ بندے ایسے ہیں جنہوں نے آج صبح اس حال میں کی ہے کہ وہ میرے ساتھ کفر کرنے والے ہیں اور ستاروں پر ایمان لانے والے ہیں تو جس نے کہا: ”ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ بارش ہوئی“ تو یہ میرے ساتھ ایمان لانے والا اور ستارے کے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور جس نے کہا: ”ہم پر فلاں فلاں ستاروں کے ملنے سے بارش ہوئی“ تو یہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستارے کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہے۔ (۲۳)

(۲۳) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحديدية: ۱۴۷۔ صحیح

مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## مسلمانوں میں قطب کی تعظیم:

اب آپ دیکھئے! مسلمانوں میں قطب کی تعظیم ہندوؤں سے کس طرح آئی؟ اکثر مسلمان قطب کی اتنی تعظیم کرتے ہیں کہ اپنی چار پائی کی پائنتی قطب (شمال) کی طرف نہیں کرتے۔ حالانکہ قطب بے چارہ کیا ہے؟ کیا وہ ہمارا خالق ہے۔ نہیں صرف ایک ستارہ ہے جو اللہ کے زبردست حکم کے سامنے مجبور ہے۔ بعض لوگوں نے تو ایک حدیث بھی گھڑی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی ﷺ کا نور پیدا کیا اور وہ اتنے سالوں تک قطب تارے میں رہا۔ آپ نے بھی یہ حدیث سنی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بندوؤں کا ہی ہے۔ بنا کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کی کوئی سند نہیں۔

ہندوؤں میں ستارہ پرستی بہت ہے۔ ستاروں کے ذریعے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا زاپچے بنانا ہر کام کرنے سے پہلے نجومیوں سے پوچھنا کہ مبارک گھڑی کون سی ہے؟ تاکہ کام شروع کیا جائے۔ اور منحوس کون سی؟ تاکہ کام شروع نہ کیا جائے۔ یہی چیز مسلمانوں میں بھی آچکی ہے۔ جسے دیکھو زاپچے بنواتا پھرتا ہے۔

نجومیوں سے اپنی قسمت کا حال پوچھتا پھرتا ہے۔ باباؤں کے پاس دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ بے نظیر بھی جاتی ہے۔ نواز شریف بھی جاتا ہے کہ بتاؤ مجھے حکومت کب ملے گی؟ سبحان اللہ! اگر ایسے ہی کرنی والے ہوتے تو تمہیں حکومت کیوں دیتے؟ خود کیوں نہ لیتے!!؟ بس عقل کی کمی ہے۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کی درگاہ پر قائم نہیں رہتا تو وہاں سے اسے دھکیل دیا جاتا ہے۔ پھر ذلیل ہو کر پستی کی طرف لڑھکتا ہی چلا جاتا ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرک کی مثال بیان فرمائی:

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ (۲۴)

”جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ پس اسے

پرندے اچک لیتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ میں گرا دیتی ہے۔“

آپ خود دیکھ لیں! جب توحید کے آسمان سے گرے تو کیسے کیسے مردار خور گدھوں کے بچوں میں جا پھنسے۔ جنتریاں اور فالنامے لے کر بیٹھے ہوئے قسمت شناس سڑکوں کے کنارے طوطوں والے پروفیسر، سارے جہان کے گھوڑوں کی لید پھانکنے والے تقدیریں بتا رہے ہیں۔

میرے بھائیو! انہیں سمجھانے کی بہت ضرورت ہے۔ کیوں اپنی عاقبت برباد کرتے ہو اور وہی، خیالی چیزوں کے پیچھے پڑ کر دنیا بھی خراب کرتے ہو۔ کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہوگا۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے:

﴿وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ خُدًّا﴾ (۲۵)

”اور کوئی جان یہ نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔“ یعنی کل اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔“

(۲۴) الحج: ۲۲/۳۱۔

(۲۵) لقمان: ۳۱/۳۴۔

## چوریاں بتانا:

صحیح مسلم میں ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً» (۲۶)

”جو شخص کسی عراف (چوریاں بتانے والے) کے پاس جائے اور اس سے

کسی چیز کے متعلق پوچھے چالیس راتوں تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“

اب دیکھ لیں! کتنے مسلمان ہیں کہ ان کی چوریاں ہوتی ہیں یا کوئی چیز گم ہوتی ہے تو ساتھ ہی ایمان بھی گم ہو جاتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تمام احکام انہیں بھول جاتے ہیں۔ پوچھتے پھرتے ہیں، کوئی عامل بتاؤ جو گمشدہ چیز کا پتہ بتائے۔ کوئی دائرہ ڈالنے والا لوٹا گھمانے والا نہیں چھوڑتے۔

## استخارہ کے نام پر کہانت:

کچھ مولویوں نے استخارے کے نام پر مستقبل کے حالات بتانے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ استخارے کا یہ مطلب ہی نہیں۔ استخارہ تو وہ دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے خود سکھائی کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ دو رکعت پڑھے اور آخر میں یہ دعا کرے۔ اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں درخواست کی جاتی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یا اللہ یہ کام اگر میرے لئے بہتر ہے تو

(۲۶) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ واتیان الکھان: ۲۲۳۰۔

میری قسمت میں کر اور میرے لئے آسان کر دے اور اگر میرے لئے برا ہے تو مجھے اس کام سے ہٹا دے اور جو کام میرے لئے بہتر ہے، میری قسمت میں کر دے۔ (۲۷)

اس استخارہ کا آئندہ حالات بتانے سے اور غیب کی باتیں معلوم کر لینے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ آئندہ کے حالات اور غیب کی خبریں بتانے کا کام جو ہندو پنڈت اور نجومی کرتے تھے وہی کام یہ عامل استخارے کے نام پر کر رہے ہیں، حالانکہ یہی کہانت ہے۔ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اسے اس بات میں سچا جانا جو وہ کہتا ہے تو وہ

اس چیز سے بری ہے جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔“ (۲۷)

پھر ان عاملوں کے ہاں شرکیہ نقش، ہندسوں والے تعویذ، ٹونے ٹونک، دشمن کی بربادی، محبوب کو مسخر کرنے کے کتنے ہی کام ہیں جو صاف یہودیوں اور ہندوؤں کے کام ہیں۔ مسلمانوں کے کام نہیں۔ بچا لو اپنے بھائیوں کو اپنی ماؤں اور بہنوں اور عزیزوں کو جوان لوگوں کے پاس جا کر اپنا ایمان برباد کر رہے ہیں۔

”سرادھ“ اور ایصالِ ثواب کی رسمیں ختم، قتل، برسی، سالگرہ وغیرہ

توحید و رسالت اور نماز کے بعد تیسرا فرض زکاۃ ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو کچھ

عطا فرمایا اس میں اللہ کا حصہ ہے فرمایا:

﴿وَمَا آتَاوَا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ (۲۸)

(۲۷) صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ: ۶۳۸۲۔

(۲۸) ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الکاهن: ۳۹۰۴۔

”زمین میں سے جو فصل حاصل ہو، کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔“

اگر کوئی فصل 17 من پیدا ہو جائے تو اس میں سے دسواں یا بیسواں حصہ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر کنویں یا ٹیوب ویل کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو بیسواں حصہ اور اگر بارانی یا دریا کی پانی سے سیراب ہوتی ہے تو دسواں حصہ دینا ہوگا۔

سونے چاندی میں سے اڑھائی فیصد زکاۃ ہے اور بکریوں، اونٹوں اور گائیوں کا بھی نصاب زکاۃ مقرر ہے۔ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی جائیداد وارثوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ لڑکے بھی وارث ہیں لڑکیاں بھی۔

اب مسلمان نہ عشر دیتے ہیں نہ زکاۃ دیتے ہیں، نہ لڑکیوں کو ان کی وراثت دیتے ہیں۔ مگر جب کوئی فوت ہو جائے تو اس کا ختم ضرور دلاتے ہیں حالانکہ یہ ہندوؤں کا خاص طریقہ ہے مسلمانوں کا نہیں۔

”تحفۃ الہند“ کے دوسرے باب کی چھٹی فصل میں لکھا ہے کہ ہندوؤں کے ہاں میت کو کھانے کا ثواب پہنچانے کا نام ”سرادھ“ ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو پہلے اس پر پنڈت کو بلا کر کچھ ”بید“ پڑھواتے ہیں اور مردوں کے لیے ثواب پہنچانے کے لیے ان کے ہاں خاص دن مقرر ہیں۔ خصوصاً جس دن فوت ہوا ہو۔ ہر سال اسی دن ختم دلانا یعنی برسی یا مرنے کے بعد تیر ہواں دن، بعض کے لیے پندرہواں دن اور بعض کے لیے تیسواں یا اکتیسواں دن ثواب پہنچانے کے لیے مقرر ہے۔

اسی طرح مسلمانوں نے بھی تیرا، ساتواں، چالیسواں اور برسی مقرر کر لیے اور کھانا

تیار کروا کر اس پر ختم پڑھوانا شروع کر دیا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ان میں سے کوئی رسم بھی ثابت نہیں۔ اب اگر یہ کام پیارے نبی ﷺ سے ثابت نہ ہوں اور ہندوؤں سے ثابت ہوں تو ہم انہیں اسلام کے احکام سمجھیں گے یا کفر کی رسمیں سمجھیں گے۔ میرے بھائیو! یہ سب کفر کی رسمیں ہیں۔ تیجہ، ساتواں، چالیسواں، برسی، یوم پیدائش، سالگرہ: یہ سب کفار کے طریقے ہیں، اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن کسی کے ہاں کوئی شخص فوت ہو یا ان کے کسی فرد کی موت کی خبر آئے اس دن اس کے اقارب ان کے گھر کھانا تیار کر کے روانہ کریں۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے والد جعفر طیار کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کے پاس ایسی چیز آئی جو انہیں مشغول کر رہی ہے۔ (۲۹)

میت کے دن کے بعد میت کے گھر اجتماع کرنا اور کھانا تیار کرنا نبی ﷺ کا طریقہ نہیں۔ بلکہ مسند احمد میں حدیث ہے:

«عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْإِجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصِنْعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهِ مِنَ النَّيَاحَةِ»

(۲۹) ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت: ۳۱۳۲۔ ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء في الطعام يصنع لأهل الميت: ۹۹۸۔ (۳۰) مسند احمد، نیل الاوطار: ۹۷/۴ ابن ماجہ، باب ما جاء في النهي عن الاجتماع الى أهل الميت وصناعة الطعام: ۱۶۱۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”جریر بن عبد اللہ البجلیؓ فرماتے ہیں: ہم میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے گھر والوں کے پاس اکٹھ کرنے اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ خوانی سے شمار کرتے ہیں۔“

اب دفن کے بعد اس گھر میں اجتماع کرنا، کھانا تیار کرنا، مجلسیں برپا کرنا، اسی دن ہو یا قیل کے نام پر تیسرے دن ہو یا ساتویں یا چالیسویں دن صحابہ کرام اسے نوحہ خوانی (رونے پینے) کی ایک قسم قرار دیتے تھے اور نوحہ خوانی حرام ہے۔ ابو داؤد میں ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی۔ (۳۱)

کئی عالم لوگ جو اتباع سنت کا دعویٰ رکھتے ہیں، قل، ساتے کی مجلس میں اس لئے چلے جاتے ہیں کہ وہاں جا کر کھانا کھانے کے ساتھ انہیں وعظ و نصیحت بھی کریں گے۔ کہتے ہیں: اس طرح اجتماع میں جانے میں کیا حرج ہے؟ میرے بھائی! صحابہ اس مجلس کو، اس اجتماع کو نوحہ خوانی کی مجلس قرار دے رہے ہیں۔ ان میں تو شامل ہونا ہی حرام ہے..... ہاں اگر وہاں جا کر نہ کھانا کھائے، نہ میت کے قصیدے پڑھے بلکہ یہی تاکید سے کہے کہ تمہارا یہ اجتماع نوحہ خوانی ہے، حرام ہے اور اس پر نبی ﷺ کی لعنت ہے تو الگ بات ہے۔

## گاڑیوں میں لٹکے ہوئے جوتے اور نقش نعلین شریفین:

ہندو تہذیب کا ایک اور نمونہ دیکھنا ہو تو وہ آپ کو گاڑیوں کے آگے لٹکے ہوئے جوتے کی صورت میں ملے گا۔ جوتا کیوں لٹکایا جاتا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ ان کے خیال کے مطابق یہ جوتا انہیں ایکسڈنٹ سے بچائے گا، آفات سے بچائے گا۔ سبحان اللہ! اتنی پستی، مسلمان اور اتنی ذلت کہ جوتا جو پاؤں میں ہوتا ہے، وہ مشکل کشا بن گیا۔ جب انسان توحید سے اکھڑ جائے تو ذلت کی گہرائیوں میں اسی طرح گرتا ہے۔

کئی توحید کا دعویٰ کرنے والے بھی اس مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کئی گاڑیوں میں ایک کاغذ پر جوتے کا نقش لٹکا ہوا ہوتا ہے اور اوپر لکھا ہوتا ہے ”نقشہ نعلین شریفین“ کہ یہ نبی کریم ﷺ کے جوتوں کا نقشہ ہے۔ غور کیجئے! یہ نبی ﷺ کا جوتا بھی نہیں بلکہ آپ کے جوتے کا کاغذ پر نقشہ ہے۔ جس طرح بت بنائے جاتے تھے۔ وہ کسی بزرگ یا پیغمبر کے ہی بت ہوتے تھے۔ وہ بت حقیقت میں وہ شخص نہیں ہوتا تھا۔ مگر مشرک اس کو وہی شخص سمجھتے تھے۔ جب اس کو وہی سمجھا تو آہستہ آہستہ اس کی پرستش شروع ہو گئی۔ اب اس نقش نعلین شریفین میں لکھا ہے کہ جس کو کوئی حاجت ہو، نعلین شریفین کا نقش اپنے سر پر رکھ کر کہے: ”یا اللہ اس جوتے کے طفیل میری حاجت پوری فرمادے۔“ استغفر اللہ! کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا اصل جوتا سر پر رکھ کر کبھی یہ دعا کی؟ ..... ہرگز نہیں پہلے مشرکوں نے پتھر اور دھات کے بت بنائے تھے اور انسان

کے بنائے تھے۔ ان لوگوں نے کاغذ کے بت بنائے اور وہ بھی جوتے کے بنائے۔ واقعی پستی کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

گنگا، جمنا، متھرا کے سفر اور اجمیر، داتا سہون کے سفر:

اب حج کو دیکھئے! ہر مسجد اللہ کا گھر ہے، ساری زمین پر جہاں چاہیں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر حج صرف مکہ مکرمہ میں ہی ہوگا۔ طواف بیت اللہ کا ہی ہوگا۔ بوسہ صرف حجر اسود کو ہی دیا جائے گا۔ قربانیاں ساتھ لے کر، فقیری کا اظہار کرتے ہوئے، احرام کے کپڑے پہن کر، بیوی سے پرہیز کرتے ہوئے، شکار سے بچتے ہوئے، سفر صرف بیت اللہ کی طرف کیا جائے گا۔ کسی دوسری جگہ حج نہیں ہوگا خواہ اللہ کا کوئی گھر ہی ہو۔ غیر اللہ کے آستانوں کی طرف اس طرح کے بھیس بنا کر جانا جس طرح اللہ کے گھر کی طرف جاتے ہوئے بناتے ہیں اور ان سے امید اور خوف رکھنا اللہ تعالیٰ کو کس طرح گوارا ہو سکتا ہے؟ اس نے تو برملا کہہ دیا ہے کہ:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (۳۲)

”اللہ تعالیٰ یہ جرم ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک

بنایا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔“

ہندوؤں کے ہاں بہت سی جگہیں ہیں جو ان کے مختلف معبودوں کے نام سے مشہور ہیں وہ ان کی طرف جماعتیں بنا کر جھنڈے اٹھاتے ہوئے فقیری والا بھیس بنا کر جاتے

ہیں، وہاں جا کر ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں، ان کے نام کی نذریں، نیازیں اور قربانیاں دیتے ہیں۔

”تحفۃ الہند“ کے دوسرے باب کی پانچویں فصل سے چند جگہیں ملاحظہ فرمائیں: کرکھتیر، گزگا، جمننا، کانگڑا، متھرا، دوارکا، جگن ناتھ اور بہت سی جگہیں ہیں جہاں غیر اللہ کی پرستش ہوتی ہے مگر اللہ کی عبادت کا پتہ بھی نہیں چلتا۔

اب مسلمانوں کو دیکھ لیجیے! انہوں نے بھی حاجات مانگنے کے لیے جماعتیں بنا کر جھنڈے اٹھائے ہوئے فقیری لباس پہن کر کئی قبروں کی طرف سفر شروع کر رکھا ہے۔ وہاں جا کر قبر کا طواف کرتے ہیں، نذریں نیازیں دیتے ہیں، جانوروں کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور ان فوت شدہ بزرگوں سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ بلکہ صاف کہہ دیتے ہیں: مکے جانے کی کیا ضرورت ہے، قلعے والے کے گھر کا طواف ہی کافی ہے۔ کئی لوگ ہر سال اجمیر جاتے ہیں، کئی سہون شریف حج کے لیے جاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں سے میرا ایک رشتہ دار سہون کی طرف سفر پر روانہ ہوا تو دوسرے بھائی نے سمجھاتے ہوئے کہا کہ: ”وہاں کیوں جاتے ہو؟“ اس نے کہا کہ: ”مکہ میں کوئی زیادہ حج ہوتا ہے کیا سہون جانے سے حج نہیں ہوتا؟“

میرے بھائیو! اب بھی ہم مسلمان ہیں؟ کیا یہ مسلمانی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک گھر کا طواف بتایا تھا۔ یہاں سینکڑوں گھروں کے طواف ہو رہے ہیں بلکہ غیر اللہ کے آستانوں کی وہ فضیلت بیان ہو رہی ہیں جو اللہ کے گھر کی بھی نہیں۔ دیکھیں! مکہ

میں کوئی ایسا دروازہ نہیں کہ جو اس سے گزر جائے بہشتی ہو جاتا ہے مگر پاک پتین میں فریدالدین شکر گنج کی قبر پر بہشتی دروازہ بنا دیا گیا کہ جو اس سے گزر جائے جنتی ہو جاتا ہے اور سنیے! شیر گڑھ، کلیئر شریف، داتا گنج بخش، امام بری، مادھولال حسین..... غرض جتنے کنکراتے شکر ان سب کی طرف ہر سال سفر ہوتا ہے۔ عقیدہ ہندوؤں کا تھا۔ اختیار مسلمانوں نے کر لیا۔ میرے بھائیو! اپنے ان بھائیوں کو بچالو۔ یہ صاف جہنم کی طرف جارہے ہیں۔ غیر اللہ کو پکار رہے ہیں۔ انہیں اس پیغمبر کا حکم سناؤ جس کا انہوں نے کلمہ پڑھا ہے۔ ان سے کہو کہ آؤ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اس کے متعلق کیا ہے؟ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ  
وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ» (۳۳)

”رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر کو چونہ گچ کیا جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے یا اس پر بیٹھا جائے۔“

اور مسلم ہی میں روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوالہیاج اسدی سے کہا کہ میں تمہیں اس کام پر نہ روانہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا۔

«أَنْ لَا تَدَعَ تِمَثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ»

(۳۳) صحیح مسلم، الجنائز، باب النهی عن تحصیص القبر والبناء علیہ: ۹۷۰۔  
(۳۴) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویة القبر: ۹۶۹۔

”وہ یہ ہے کہ کوئی تصویر نہ چھوڑ مگر اسے منادے اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑ مگر اسے برابر کر دے۔“

علیؑ نے ابوالہیاج کو خاص طور پر اس کام کے لئے کیوں روانہ کیا؟ اس میں ایک خاص مناسبت تھی کہ ابوالہیاج علیؑ کے داماد تھے۔ جس طرح علیؑ رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے۔ نبی ﷺ نے اپنے داماد کو اس کام پر مقرر فرمایا، علیؑ نے اپنے داماد کو مقرر فرمایا۔

اور علیؑ کو اس کام پر روانہ کرنے میں اللہ کی طرف سے ایک اور حکمت بھی نظر آتی ہے، وہ یہ کہ جتنے قبر پرست سلسلے ہیں سب علیؑ کے نام لیوا ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ بلند قبریں برابر کروائیں تو انہیں کے ہاتھ سے کروائیں تاکہ علیؑ کے نام لینے والے کسی شخص کے پاس شرک کے مرکز بنانے یا باقی رکھنے کی کوئی دلیل نہ رہے۔

عبادات کے متعلق یہ چند اصولی چیزیں تھیں۔ اب ہم عام رسموں کی طرف آتے ہیں۔ پیدائش کی رسمیں، موت کی رسمیں، نکاح کی رسمیں اور عام رہن سہن کی رسمیں کثرت سے ہندوؤں سے مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں۔ سب سے پہلے ہم شادی کو لیتے ہیں۔

شادی کی رسمیں:

رسول اللہ ﷺ کا شادی کا طریقہ نہایت سادہ اور آسان تھا، سب سے پہلے رشتہ

تلاش کرنا ہے تو دیندار تلاش کرنا ہے، ذات پات کی اسلام میں کوئی قید نہیں، ذات پات کی وجہ سے صرف اپنی ہی ذات میں رشتہ کرنے کا تصور بند ہے، اس سے مسلمانوں میں آیا ہے۔ اسلام نے نکاح کو کس قدر آسان بنایا۔ اس سلسلہ میں میں آپ کو صحیح بخاری کتاب الزکات سے ایک حدیث سناتا ہوں۔ اس سے آپ کو نکاح کا اسلامی طریقہ ہنی حد تک سمجھ آ جائے گا۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سعد بن زینب رضی اللہ عنہا کا بھائی بنا دیا۔ انہوں نے کہا: ”بھائی جان! اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت مال دیا ہے، ہم آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں، میری دو بیویاں ہیں، آپ دیکھ لیں، جسے آپ پسند کریں میں طلاق دے دیتا ہوں۔ عدت ختم ہونے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔“ اللہ اکبر! آسمان نے ایسے ایسے نظارے بھی دیکھے ہیں۔ لیکن یہ محبت صرف دین سے پیدا ہوتی ہے اور کسی چیز سے یہ محبت اور ایثار پیدا نہیں ہو سکتا۔ اب دوسرے بھائی کا جواب سنئے۔ انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آپ کے مال اور اہل میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے۔“ بازار گئے، صبح سے شام تک مختلف چیزیں خریدتے اور بیچتے رہے۔ شام کو کھاپی کر کچھ بچا کر بھی لے آئے۔ چند دن گزرے تو نبی ﷺ نے ان کے کپڑوں پر زعفران کا کچھ نشان دیکھا۔ فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: ”میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کتنا مہر دیا ہے؟“ اس نے کہا: ”ایک ”نواۃ“ سونا۔“ ”نواۃ“ کھجور

کی گٹھلی کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ((أَوْلَمٌ وَلَوْ بِشَاةٍ)) ولیمہ کرو خواہ ایک بکری یا بکرے یا بھیڑ یا چھترے کے ساتھ ولیمہ کرو۔ (۳۵)

عزیز بھائیو!..... یہ طریقہ جو پیارے پیغمبر ﷺ نے سکھایا ہے۔ اس میں پہلی قابل لحاظ بات یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوف کو جو نہی رشتہ ملا فوراً نکاح کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر انہیں کوئی عزیز نہیں تھا۔ مگر آپ کی شرکت کو بھی ضروری نہیں سمجھا اور نہ آپ کو شریک کرنے کے لئے نکاح کو مؤخر کیا۔

ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے؟ لڑکی جوان ہے۔ لڑکا بھی جوان ہے۔ رشتہ طے ہو چکا ہے مگر مہینوں کے مہینے اور سالوں کے سال گزر رہے ہیں مگر نکاح نہیں ہوتا۔ جہیز بنے گا تو نکاح ہوگا۔ ہمارے فلاں عزیز دہی سے آئیں گے تو نکاح کریں گے۔ ہماری فلاں لڑکی کا دیورا انگلینڈ سے آئے گا تو نکاح کریں گے۔ بعض بیوقوف نکاح کر کے لڑکی گھر بٹھا لیتے ہیں۔ ایک سال بعد رخصت کریں گے۔ کیوں؟ کیا لڑکی نابالغ یا بیمار ہے؟ جب بالغ ہے، تندرست ہے، تو اسے خاوند کے گھر کیوں نہیں روانہ کرتے؟ یہ سب باتیں کفار سے مسلمانوں میں آئی ہیں۔ ان کے ہاں بدکاری آسان سے آسان اور نکاح مشکل سے مشکل بنا دیا گیا ہے۔

نکاح کے موقع پر آپ کسی مسلمان کے گھر جا کر دیکھیں ایک ایک رسم پر غور کریں۔ بے شک کسی نمازی کے گھر کو دیکھ لیں، سوائے ایک آدھ شخص کے جس پر اللہ کا خاص

فضل ہو۔ آپ کو ہر جگہ پورا نقشہ کسی ہندو کے گھر کا نظر آئے گا۔ انہی کے طریقے اور انہی کی رسمیں دیکھنے میں آئیں گی۔

نکاح سے پہلے روٹی اور نیوندرا:

سب سے پہلے تو یہ کہ مسلمانوں میں دعوت ولیمہ لڑکے کی طرف سے ہوتی ہے اور خاوند اور بیوی کی آپس میں ملاقات کے بعد ہوتی ہے۔ یہاں آپ کو لڑکی والے کی طرف سے دعوت طعام کا ذکر کہیں نہیں ملے گا کہ بہت سے لوگ جمع کر کے بارات بنا کر لڑکی والوں کے گھر ضیافت اڑائی جائے۔ ہمارے ہاں نکاح سے پہلے کھانا پکتا ہے۔ لڑکے والوں کے ہاں بھی اور لڑکی والوں کے ہاں بھی اور اس میں لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ اسے روٹی کہتے ہیں۔ یہ روٹی رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں۔ ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ جب ہندوؤں کا ایک طریقہ اختیار کیا تو اس کے ساتھ ان کے دوسرے طریقے بھی اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ چلئے کھانا آپ نے کھلا دیا۔ اب رجسٹر رکھ کر بیٹھ گئے۔ کہتے ہیں: ”پیسے لاؤ۔“ اس کا نام نیوندرا (نیوندرا) رکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَا تَمْنُنَ تَسْتَكْبِرُ ﴾ (۳۶)

”اس لیے احسان نہ کر کہ تو زیادہ طلب کرے۔“

بتائیے! اس سے بڑھ کر بے مروتی کیا ہوگی!!..... کہا جاتا ہے یہ تعاون اور ہمدردی

ہے۔ اگر یہ ہمدردی یا تعاون ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور کرتے جبکہ یہ نہ رس اللہ ﷺ نے کیا، نہ صحابہ نے کیا، نہ تابعین نے، نہ ہی کسی عرب ملک میں اب تک پایا جاتا ہے، تعاون تو تب ہوتا کہ اگر قرض نہ ہوتا۔ اب کوئی شخص چاہے کہ میری موت آئے تو مجھ پر کوئی قرض نہ ہو۔ وہ ہر شخص کا قرض ادا کر دیتا ہے۔ اگر اس نے اپنی شادیوں میں نیوتہ وصول کیا ہے تو یہ قرض ادا نہیں کر سکتا۔ یہ اسی وقت ادا ہوگا جب نیوتہ دینے والے شادی یا ختنہ کی کوئی رسم برپا کریں۔

بلکہ آپ برانہ مانیں تو نیوتہ میں بڑی ہی خست اور کمینگی پائی جاتی ہے۔ آپ میرے گھر آئے۔ میں نے آپ کو کھانا کھلایا اور ساتھ ہی اس کی قیمت کا مٹا بہ کر دیا۔ یا چلئے! میرے مطالبہ کے بغیر ہی آپ نے کچھ روپے نکال کر دیئے۔ اگر میں کھانا کھلا کر قیمت وصول کروں تو بتائیے! یہ بے غیرتی ہے یا نہیں۔ اگر کوئی بے گناہ اتنے آدمیوں کو اپنی گھر سے کون کھلائے؟ تو بھائیو! آپ کو کس نے یہ مصیبت زانی ہے کہ ضرور ہی اتنے لوگوں کو بلا بلا کر ان کے پیسوں سے ان کی دعوت کریں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے تو جاہلیت کے طوق اور زنجیریں کاٹ دی تھیں۔ آپ نے دوبارہ پہن لیں۔

لڑکیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی بجائے جہیز دینا:

اس قسم کی ایک اور رسم جہیز ہے جس کی وجہ سے برسوں تک لڑکیاں بیٹی رہتی ہیں اور کئی اسی انتظار میں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور کئی دنیا ہی سے رخصت ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے لڑکی کے تمام اخراجات کا ذمہ دار مرد کو ٹھہرایا ہے۔ وہ عورت کو مہر دیتا ہے،

شادی کے اخراجات کرتا ہے، ولیمہ کرتا ہے، رہائش مہیا کرتا ہے۔ لباس، کھانا، علاج وغیرہ ہر چیز کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ (۳۷)

”مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

ہندوؤں نے اس کا الٹ کر دیا۔ ان کے ہاں گھر کے استعمال کی تمام چیزیں عورت اٹھاتی۔ چار پائیاں، بستر، کپڑے، کھانے پکانے کے برتن: غرض ضرورت کی ہر چیز عورت اٹھاتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جہیز کی یہ رسم مرد کے شرف اور مردانگی کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر محمد عمر نے اپنی کتاب ”ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر“ کے تیسرے باب میں لکھا ہے کہ (متحدہ) ہندوستان کے زمانہ میں کمبوہ برادری کے مسلمان جہیز نہیں دیتے تھے نہ بارائتوں سے نیوٹہ لیتے تھے۔

معلوم نہیں کمبوہ حضرات اب بھی اس پر قائم ہیں یا نہیں۔ ہندومت میں لڑکی کو جہیز اس لیے دیا جاتا ہے کہ وہ ماں باپ کی جائیداد کی وارث نہیں ہوتی۔ اب مسلمانوں نے

بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ ساری جائیداد بھائی لے جاتے ہیں۔ مکان دکان سب بھائی لے گئے اور بہن کوٹرخاد یا جہیز پر اور لڑکی پر اس ظلم میں باپ بھی برابر کے شریک ہیں۔ وہ بھی صرف بیٹوں کو ہی جائیداد کا وارث بنانا چاہتے ہیں۔

### بے پردگی اور بے حیائی:

شادی کے موقع پر ہندوؤں کی جو رسوم مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں ان میں سے ایک بے پردگی اور بے حیائی ہے۔ ہندو قوم بنیادی طور پر ایک بے حیاء قوم ہے اور شرک اور زنا کا آپس میں خاص تعلق ہونے کی وجہ سے اس قوم میں بے پردگی اور بدکاری عام ہے۔ بلکہ اسے مذہبی سند جواز حاصل ہے حتیٰ کہ ان کے ہاں شرمگاہ تک کی پوجا کی جاتی ہے۔ ان کے بڑے بڑے دیوتاؤں کے زنا کے قصے ان کی مذہبی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ نکاح کے موقع پر مسلمانوں کے گھروں میں جائیں تو آپ کو وہاں ہندو تہذیب صاف ناچتی ہوئی نظر آئے گی۔ اِلا ماشاء اللہ۔ جوان لڑکیاں زیب و زینت لگا کر بے پردہ عام پھر رہی ہوں گی۔ ان کے ساتھ جوان لڑکے بھی آ اور جا رہے ہوں گے۔ غیر محرموں سے کوئی پرہیز، کوئی حجاب نہیں۔ ٹھٹھے بازی، مخول، نظارہ بازی، صاف کفار کا ماحول نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ اس موقع پر بوڑھیاں بھی سرخی پاؤڈر لگا کر عمر رفتہ کو آواز دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

اسی ہندو معاشرے کا اثر ہمارے گھروں میں یہ ہے کہ اگر کبھی ننھیال یا ددھیال میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لیے جائیں تو چچا کی لڑکیاں، ماموں کی لڑکیاں، دوسری

عزیزائیں گلے لگ کر ملتی ہیں۔ میرے بھائیو! یہ رسم کہاں سے آئی۔ جوڑا کا لڑکی محرم نہیں، بے شک رشتہ دار ہیں۔ ان کے لئے گلے ملنا کس طرح جائز ہے؟ یہ ہندو تہذیب کا اثر ہے۔ کئی لوگ غیر محرم لڑکیوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ بھائی! وہ تمہاری محرم نہیں سر پر ہاتھ پھیرنے کا مطلب؟

بغیر اجازت گھروں میں جانا:

ہندو تہذیب کا ہمارے معاشرے پر ایک اور اثر یہ ہے کہ سب لوگ بغیر اجازت کے ایک دوسرے کے گھروں میں آتے جاتے ہیں حتیٰ کہ غیر محرم مرد اور غیر محرم عورتیں بغیر اجازت، بے حجاب ایک دوسرے کے گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ (گاؤں میں) کئی لوگ حقہ کی چلم ہاتھ میں پکڑ کر جس گھر میں چاہتے ہیں، یہ کہتے ہوئے داخل ہو جاتے ہیں کہ کیا آگ ہے؟ خواہ اس گھر میں اس وقت کوئی اکیلی عورت ہی کیوں نہ ہو۔ گویا حقے کی چلم لوگوں کے گھروں میں گھسنے کا سرٹیکلیٹ ہے۔ جہاں چاہو گھس جاؤ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿يَتَأْتِيَ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (۳۸)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لو اور ان کے رہنے والوں کو

”سلام نہ کہو۔“

اپنے گھر کے علاوہ ہر گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینی ہے خواہ کوئی اجنبی ہو یا رشتہ دار، بھائی کا گھر ہو یا بہن کا، سسرال کا گھر ہو یا والدین کا، اجازت لے کر داخل ہو۔

الحمد للہ! میں جب سسرال کے ہاں بھی جاتا ہوں تو دروازہ کھٹکھٹا کر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر، اس وقت تک باہر کھڑا رہتا ہوں جب تک اندر سے آواز نہیں آتی کہ آ جاؤ۔ بے شک انہیں تعجب ہو، پروا نہیں۔ کیونکہ یہی رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے۔

آپ مقابلہ کیجئے ہندو معاشرہ کا جس میں عام آزادی ہے۔ کتنا گندا معاشرہ ہوگا اور اسلام کا معاشرہ جس میں اجازت کے بغیر اندر جا ہی نہیں سکتا، کتنا پاکیزہ معاشرہ ہوگا۔

### دیور کا بھابی سے عام میل جول:

اسلام میں معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے کے لئے ایک پابندی یہ لگائی گئی ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکیلا نہ ہو۔ ہاں اپنی بیوی یا اپنی محرم عورتوں کے ساتھ اکیلا رہ سکتا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کے پاس داخل ہونے سے بچو۔“ ایک آدمی نے پوچھا:

”یا رسول اللہ ﷺ!..... خاوندوں کے بھائی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ ﷺ نے فرمایا: ((الْحَمُّ الْمَوْتُ)) دیور تو موت ہے۔ (۳۹)

یعنی اس کے ساتھ خلوت کا عام موقع میسر ہو سکتا ہے اور اس سے بے تکلفی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے تو بہت ہی زیادہ بچنا چاہئے۔ ہندو مذہب کی بے غیرتی دیکھنے دیور یا جیٹھ کے ساتھ خلوت میں رہنا تو معمولی بات ہے۔ ہندی زبان میں دیور کا معنی ہی دوسرا خاوند ہے۔

اس معاشرے کا ہم مسلمانوں پر بھی یہاں تک اثر ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ اپنے جوان بھائی کو تنہا رات ایک گھر میں رہتے ہوئے دیکھتا ہے اور برداشت کرتا ہے۔ بلکہ خود ہی اس کے پاس اپنے جوان بھائی کو چھوڑ جاتا ہے۔ سفر میں اس کا ساتھی اپنے جوان بھائی یا کسی غیر محرم رشتہ دار کو بنا دیتا ہے اور اس کی غیرت آرام سے سوئی رہتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کئی ایک ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جو کہنے کے لائق نہیں اور معاملہ حد سے گزر جاتا ہے۔ مگر اس وقت بھی ہندو تہذیب سے آنے والی بے غیرتی اس کی زبان پر تالہ لگائے رکھتی ہے یا پھر کبھی غیرت جاگ اٹھے۔ تو بھائیوں کے ہاتھوں سگے بھائیوں کا خون ہو جاتا ہے۔ (اخبارات ان حادثات سے بھرے پڑے ہیں)۔ یہ سب کچھ کس چیز کا نتیجہ ہے کہ گھر میں ہندو تہذیب کو برقرار رکھا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق گھر کا ماحول نہ بنایا۔

(۳۹) صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجُلٌ بامرأة الا ذو محرم، وائد حول علی المغیبة: ۵۲۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب السلام: باب تحریم الخنوة بأحنبیة والدخول علیها: ۲۱۷۲۔

اسی ہندو تہذیب کا ایک اور اثر مسلمانوں میں پھیلی ہوئی بے پردگی ہے۔ جب کوئی نکاح ہوتا ہے تو یہ بے پردہ عورتیں زیادہ بے پردہ ہو جاتی ہیں۔ جب دولہا سسرال کے گھر آتا ہے تو اسے مذاق کرتی اور سٹھنیاں دیتی ہیں۔ بے پردہ سامنے کھڑی ہو کر بکواس کرتی ہیں اور دولہا اتنا بے غیرت ہے کہ سب کچھ برداشت کرتا ہے۔ ہندو قوم تو تھی ہی دیوث، مسلمان بھی ذلت میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بے عزتی کروا رہا ہے مگر اُف نہیں کرتا۔

میرے بھائیو! یہ غیرت مسلم مجاہدوں میں ہوتی ہے کہ ایسی صورت میں سب کچھ چھوڑ کر پلٹ آنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

### موسیقی اور گانا بجانا:

ہندو تہذیب کی زنا اور بدکاری پھیلانے والی چیزوں میں بے پردگی، مردوں عورتوں کے میل جول اور بغیر اجازت گھروں میں آنے جانے کے علاوہ ایک چیز موسیقی اور گانا بجانا ہے۔ جو بدکاری میں مبتلا کرنے کے لئے جادو کا کام کرتا ہے اور دل میں اس طرح منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگااتا ہے اور بڑھاتا ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے 'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو باجوں کو حلال کر لیں گے۔" (۴۰)

(۴۰) صحیح بخاری، کتاب الأشربة، باب ما جاء فيمن يستحل الخمر و يسميه

اس سے ثابت ہوا کہ موسیقی اور باجے باجے حرام ہیں لیکن کفار کی یہ تہذیب ٹی وی کی صورت میں ہر گھر میں پہنچ گئی ہے۔ ہر گھر میں باجے بج رہے ہیں۔ آپ میں سے کتنے بھائی ہیں جن کے گھروں میں ٹی وی نہیں۔ (اس موقع پر مجمع کی اکثریت نے ہاتھ کھڑے کر دیئے) الحمد للہ! اللہ کا شکر ہے کہ اس مجمع میں بہت سے لوگ ہیں جن کا گھر ٹی وی کی لعنت سے پاک ہے کیونکہ یہ مجمع مجاہدین اور جہاد سے محبت رکھنے والوں کا مجمع ہے۔ میرے بھائیو! اس مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ ہندوؤں کی تہذیب اور ان کی رسوں کو اگر ختم نہیں کریں گے، ان کی مخالفت نہیں کریں گے تو ان سے لڑیں گے کس طرح؟ ہمارے ان کے درمیان تو قیامت تک کے لئے عداوت اور دشمنی ہونی چاہئے۔ یہ عداوت تبھی قائم رہ سکتی ہے جب ہم ان کی تہذیب و ثقافت سے بھی دشمنی رکھیں گے۔

چہرے کی وضع قطع، داڑھی اور مونچھیں:

رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں میں غیر مسلم قوموں کی مخالفت کا خاص طور پر حکم دیا، ان میں سے ایک چہرے کی وضع قطع ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو اچھی طرح کترو۔“ (۴۱)

بعض احادیث میں آپ ﷺ نے مجوسیوں کی مخالفت کا حکم دینے کے ساتھ

(۴۱) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب تقليم الاظفار: ۵۸۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۲۵۹۔

داڑھیاں بڑھانے اور مونچھیں کترنے کا حکم دیا ہے۔ (۴۲)

تمام دنیا میں یہ حلیہ صرف مسلمانوں کا ہے جس سے وہ باقی قوموں سے پہچانا جاتا ہے۔ باقی قوموں میں سکھ اور یہودی ہیں تو داڑھیوں کے ساتھ مونچھیں بھی بڑھی ہوتی ہیں۔ بعض کے ہاں داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوتی ہیں۔ بعض کے ہاں مونچھیں داڑھی دونوں صاف ہیں۔

اگر مسلمان رسول اللہ ﷺ کے حکم پر چلتے کفار کی مخالفت کرتے، داڑھیاں بڑھاتے، مونچھیں کٹاتے تو دور سے پہچانے جاتے۔ کسی مسلم مجاہد کو پریشانی نہ ہوتی کہ اس کی زد میں آنے والا مسلم ہے یا ہندو، مگر افسوس اب چہرے سے نہیں پہچانا جاتا کہ مسلم ہے یا ہندو، عیسائی ہے یا یہودی، مسلمانوں نے بھی کفار کی طرح داڑھی منڈھوانا شروع کر دی۔ داڑھی بھی صاف، مونچھیں بھی صاف، داڑھی منڈھوا کر کفار کے ساتھ مشابہت کے علاوہ عورتوں سے مشابہت اختیار کر لی۔ اللہ تعالیٰ کی خلق (پیدائش) بدل ڈالی۔ شیطان نے قسم کھا کر کہا تھا کہ میں انہیں حکم دوں گا، یہ اللہ کی خلق بدل دیں گے۔

﴿وَلَا تُرْسِلْهُمْ فَلْيَغْيِرْ بَدَنَهُمْ خَلْقَ اللَّهِ﴾ (۴۳)

دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ ان میں سے ایک داڑھی بڑھانا ہے یہ مرد کی

(۴۲) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ: ۲۶۰۔

(۴۳) النساء: ۱۱۹/۴

فطرت اور مردانگی کی علامت ہے۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ» (۴۴)

”اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔“

میرے بھائیو! مردوں کو داڑھی منڈا کر چہرہ صاف کروا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ کبھی سوچا ہے آپ نے؟ ناراض نہ ہونا۔ بات بے ادبی کی نہ ہو جائے۔ سخت نہ ہو جائے مگر میں تھوڑا سا اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اس زمین پر ایک ایسی قوم گزری ہے جس کے لڑکے ایسے انداز میں ظاہر ہونا پسند کرتے تھے کہ مردوں کیلئے ان میں کشش ہو۔ وہ چہرہ صاف کروا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے۔ کہیں اس قوم کے ساتھ تو مشابہت اختیار نہیں کر رہے۔ اگر یہ بات نہیں تو بتاؤ اور کیا وجہ ہے؟ جب مردانگی کی علامت داڑھی کو منڈوا کر عورت کی طرح چہرہ صاف کر لیا تو بتاؤ اس کے پیچھے کون سا جذبہ کارفرما ہے؟ شروع شروع چودہ پندرہ سال کا تھا، داڑھی منڈا ہادی۔ چہرہ خوبصورت نکل آیا۔ اگرچہ یہ بھی نہایت مکروہ حرکت ہے اور اس کے پیچھے نہایت گندہ ذہن ہے۔ مرد کو عورت کی طرح جنسی کشش کا باعث بننا

(۴۴) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال:

مردانگی کی توہین ہے۔ لیکن جب بوڑھا ہو گیا، چہرے پر جھریاں پڑ گئیں، چٹکیوں سے پکڑ پکڑ کر چہرے کے بال صاف کر رہا ہے۔ اب تو اسے کچھ خیال کرنا چاہئے کہ تیری عمر کیا ہے اور تیری حرکتیں کیا ہیں اور تو کس پیغمبر کا کلمہ پڑھتا ہے اور شکل کون سی بنا رہا ہے۔ (اس موقع پر سٹیج سے ایک بھائی نے داڑھی رکھنے کا وعدہ لینے کی طرف توجہ دلائی) عزیز بھائیو!..... مجھے ایک بھائی کہہ رہے ہیں کہ ان سے وعدہ لیں جو داڑھی منڈواتے ہیں۔ اس مبارک مجلس میں وعدہ کریں کہ آج سے داڑھی نہیں منڈائیں گے، نہ کتروائیں گے۔ ہاں بھائی! یہ وعدہ کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔ (اس موقع پر مجمع میں سے سینکڑوں حضرات نے کھڑے ہو کر داڑھی رکھنے کا وعدہ کیا)

ماشاء اللہ، الحمد للہ، یا اللہ تیرا شکر ہے۔ اب آپ کا حلیہ مسلمانوں کا ہوگا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا حلیہ ہوگا، مشرکوں کا حلیہ نہیں ہوگا۔ مجوسیوں کا نہیں ہوگا، قوم لوط کا نہیں ہوگا، اللہ آپ کو اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بیوہ کی شادی کو معیوب سمجھنا:

مسلمانوں نے ہندوؤں کی جو رسمیں اختیار کر رکھی ہیں ان میں سے ایک بیوہ کا نکاح نہ کرنا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو گھر میں ہی بٹھائے رکھتے ہیں۔ ان کا نکاح ہی نہیں کرتے اور اس کو شرافت سمجھتے ہیں۔ کئی سید کہلانے والی عورتیں تارک ہو کر بیٹھ جاتی ہیں۔ یہ عورتیں آل رسول ہونے کا دعویٰ رکھنے کے باوجود گوردواروں میں رہنے والی ہندو دیویوں کے نقش قدم پر چل رہی ہیں۔ (اسی طرح کا ایک ظلم عورتوں کا محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن کے ساتھ شادی کرنا بھی ہے)۔ ہندوؤں نے عورت پر وہ ظلم روا رکھے ہیں جن کا اسلام میں تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ جس بیچاری کا خاوند فوت ہو جائے، وہ منحوس ہوگئی، ساری عمر آگے نکاح نہیں کر سکتی۔ اس ظلم سے بچنے کے لئے وہ خاوند کی لاش کے ساتھ ہی آگ میں جل مرتی تھی۔ اسے سستی کی رسم کہتے ہیں۔ ایک شاعر نے ہندو عورت کی تعریف کی ہے:

چوں زن ہندو کے درہمت مردانہ نیست  
سوختن برشمع مردہ کار ہر پروانہ نیست

”ہندو عورت جیسی مردانہ ہمت کسی میں نہیں۔ مردہ شمع پر جل جانا ہر پروانے کا کام نہیں۔“

مقصد یہ کہ ہندو عورت کی بڑی دلیری ہے کہ اپنے خاوند کے پیچھے وفاداری کا حق ادا کرتے ہوئے وہ آگ میں جل جاتی ہے۔

میرے بھائی! تو نے غلط تجزیہ کیا ہے وہ وفاداری کے اظہار کے لئے نہیں جلی وہ تو اس لئے جلی ہے کہ اگر زندہ رہتی تو اس سیلے زندگی موت سے بدتر ہوتی۔ جس مجلس میں جاتی نکال دیا جاتا۔ یہ منحوس کہاں آگئی ہے۔ دوسری بیوہ عورتوں کو دیکھ کر اس کو صاف نظر آ رہا تھا کہ گرد و پیش کے ہر آدمی کی خواہش ہوگی کہ اس سے شہوت پوری کرے، اس سے بدکاری کرے، وہ پاک دامن رہنا چاہے تو کوئی اسے پاک دامن رہنے نہیں دے گا مگر کوئی اسے اپنے نکاح میں نہیں لے گا، کوئی مونس و عنخوار نہیں ہوگا، کوئی اس کا محافظ

نہیں ہوگا۔

اسلام تو نہایت پاکیزہ دین ہے۔ خاوند فوت ہو جائے تو لڑکی کی جلد از جلد دوسری جگہ شادی کر دو۔ اس کا گھر جلد آباد کرو۔ اگر اسلام پر عمل ہو تو انسان جہاد میں جاتے ہوئے اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہوئے جھجکتا نہیں۔ اس کو معلوم ہے کہ شہید ہوا تو میری بیوی کی عدت گزرنے کے بعد دوسرا مجاہد بھائی اسے اپنے نکاح میں لے لے گا۔ میرے بچوں کی کفالت بھی ہو جائے گی۔ موجودہ جہاد میں ایسے کئی واقعات پیش آئے۔ دو مجاہد بھائی مقبوضہ کشمیر میں جہاد کے لئے گئے۔ ایک نے دوسرے کو وصیت کی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میری بیوی سے تم نکاح کر لینا اور میری بچی کی دینی تربیت اچھی طرح سے کرنا۔ الحمد للہ اس کی شہادت کے بعد دوسرے بھائی نے اس کی بیوہ سے نکاح کر لیا اور اس کی بچی کی کفالت بھی کر رہا ہے۔ لیکن اگر ہندوؤں کے راستے پر چلیں گے تو وہ عورت جسے پتہ ہے کہ خاوند شہید ہو گیا تو میں ساری عمر بیوہ ہی رہوں گی۔ کیا اپنے خاوند کو آسانی سے جہاد کیلئے جانے دے گی۔ ہرگز نہیں۔ دامن پکڑ کر بیٹھ جائے گی۔ اللہ کے لئے نہ جاؤ۔ لڑنے والے اور تھوڑے ہیں۔ میرے بھائیو! وعدہ کرو کہ اگر کسی کی بہن یا بیٹی یا کوئی عزیزہ بیوہ ہے یا مطلقہ ہے تو وہ اس کا نکاح پہلی فرصت میں کسی متقی آدمی کے ساتھ کر دیں گے۔

لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مرد بھی سنت کے مطابق ایک سے زیادہ نکاح کرے۔ اس کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ بھائی فوت ہو گیا۔ اب اس

کے بچوں یعنی اپنے بھتیجوں کی نگہداشت اور ان کی جائیداد کی حفاظت جتنی چچا کر سکتا ہے اور کون کر سکتا ہے۔ وہ اپنی بھابھی سے نکاح کر لے۔ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسی لئے نکاح کیا کہ ان کے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی اسلام میں بے شمار قربانیاں تھیں۔ نبی ﷺ نے ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے نکاح کر کے ان کے بچوں کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا مسلمان جتنے نکاح زیادہ کرے گا اولاد زیادہ ہوگی۔ امت محمدیہ میں اضافہ ہوگا۔ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ! دوسری امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت پر فخر فرمائیں گے، خوش ہوں گے۔ (۴۵)

اگر مسلمان اس سنت پر عمل شروع کر دیں تو اتنی تیزی سے افرادی قوت بڑھے گی کہ ہندو مسلمانوں کا مقابلہ کر ہی نہیں سکیں گے۔ اسی لئے تمام دنیا کے کفار مسلمانوں کی آبادی بڑھنے پر فکر مند ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی بڑھنے کا بم ایٹم بم سے بھی خوفناک ہے۔

ذکر اور جہاد سے روکنے والے کھیل:

ہندوؤں اور غیر مسلم قوموں کے جو طور طریقے مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں، ان میں سے وہ کھیل بھی ہیں جن کا مقصد دل لگی کے علاوہ کچھ نہیں۔ جو انسان کو اللہ کے ذکر سے اور اپنے فرائض ادا کرنے سے روکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام کھیل جو جہاد سے غافل کرتے ہیں باطل قرار دیئے ہیں۔ فرمایا:

(۴۵) ابو داؤد، کتاب النکاح، باب النہی عن تزویج من لم یلد من النساء: ۲۰۵۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . . . وَكُلُّ شَيْءٍ يَلْتَهُوْا بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمِيَهُ بِقَوْسِهِ وَتَأْدِيئَهُ فَرَسَهُ أَوْ مَلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ» (۴۶)

”ہر وہ چیز جس سے آدمی دل لگی کرتا ہے، کھیلتا ہے، باطل ہے مگر اپنے کمان کے ساتھ تیر اندازی کرنا، یا اپنے گھوڑے کو سدھانا، یا اپنے گھر والوں کے ساتھ کھیلتا۔ تو یہ حق سے ہیں۔

صاف ظاہر ہے یہ سب کھیل جہاد کی طرف لے جاتے ہیں۔ بعض احادیث میں سباحت یعنی تیراکی کا بھی ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِرْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرَكَبُوا»

”تیر اندازی کرو اور سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے تمہاری سواری کرنے سے زیادہ پسند ہے۔“ (یہ گذشتہ حدیث کا ہی ایک حصہ ہے)

تیر اندازی میں ہر قسم کی نشانہ بازی شامل ہے مثلاً گولی، راکٹ، میزائل، بم پھینکنا۔ سواری میں گھڑ سواری کے ساتھ موٹر سائیکل، موپائل گاڑی، ٹینک، جہاز ہر چیز کی ڈرائیونگ شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دوڑ لگانا، کشتی کرنا بھی ثابت ہے۔ یہ تمام کھیل براہ راست جہاد سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ جن میں اصل چیز دل لگی ہے اور جن کا جہاد سے براہ راست کوئی تعلق نہیں وہ بے کار ہیں، باطل ہیں اور کفار کی پسند ہیں مثلاً

(۴۶) مسند احمد، ۱۴۴/۴۔ ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل

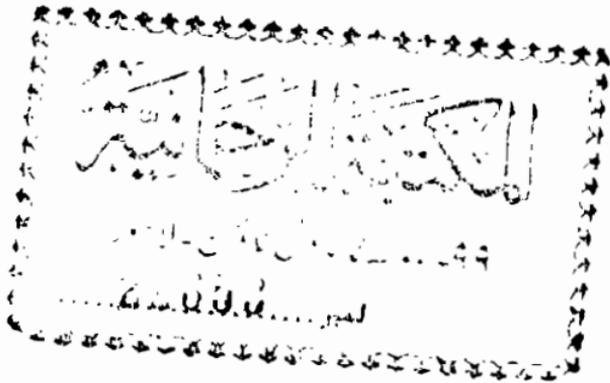
ہندوؤں کے کھیل دیکھ لیجئے! پتنگ بازی، دیوالی، ان کا جہاد سے کیا تعلق ہے؟ پتنگ بازی سے دشمن کو کیا تکلیف ہے؟ اور دیوالی چراغاں تو صاف آتش پرستوں کا طریقہ ہے مسلمانوں کا طریقہ ہی نہیں اسی طرح کرکٹ، فٹ بال، والی بال کفار کے کھیل ہیں جن کا جہاد سے براہ راست کوئی تعلق ہی نہیں۔ بلکہ یہ جہاد اور ذکر سے روکنے والی چیزیں ہیں۔ چند آدمی کھیل رہے ہیں اور پوری قوم ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اسے دیکھنے، سننے اور ہار جیت کا نتیجہ معلوم کرنے کے بخار میں مبتلا ہے۔

پھر ان کھیلوں کے ساتھ جو شامل ہوتا ہے۔ سکولوں کے ٹورنامنٹ لے لیجئے۔ ہر ٹیم انٹری کے لیے دو سو چار سو روپے دیتی ہے۔ جو ٹیم جیت گئی، سارے پیسے لے گئی، جو ہار گئی، منہ لٹا کر واپس آ گئی۔ یہ خالص جو ہے۔ عالمی ٹیموں میں سونے چاندی کے تمغے جیتنا بھی جو ہے۔ صرف کھلاڑی ہی جو انہیں کھیلتے بلکہ بے شمار لوگ ان پر شرطیں لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ کروڑوں اربوں کا جو ہوتا ہے کہ کون سی ٹیم جیتے گی اور کون سی ہارے گی۔

اس کے علاوہ تاش، شطرنج، ویڈیو گیمز، جانور لڑانا سب باطل اور ذکر الہی اور جہاد سے روکنے والے ہیں۔ میرے بھائیو!..... یہ اسلام کے کھیل نہیں۔ نہ ہی اسلام ایسے افراد تیار کرنا چاہتا ہے جو ان بے کار چیزوں میں زندگی برباد کر دیں۔ اسلام کی سربلندی کے لیے تو ایسے افراد درکار ہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہو وہ کافروں کے خلاف سخت ہو۔ ان کی رسوم، ان کی تہذیب و ثقافت

سے شدید نفرت رکھنے والے ہوں۔ اہل ایمان سے محبت اور رحم رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے ہمیں ایسے ہی لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین

«وَأٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ»





ہندوستان سبھا کی فضیلت

عِصَابَتَانِ مِنْ

أُمَّتِي أَحْرَزَ هُمَا اللَّهُ مِنَ التَّارِ  
عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ  
تَكُونُ مَعَ عَيْسَى بْنِ مَرْيَمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ ایک جماعت جو ہندوستان سے جہاد میں شریک ہوگی۔ دوسری وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملکر (دقبال کینلانگ) جہاد کرے گی۔

(سنن نسائی شریف باب غزوة الہند)

فرنی سٹریٹ روڈ بازار لاہور | 4- ایک ڈیوچی روڈ لاہور | دارالاندلس  
+92-42-37242314 | 042-37230549

Head Office : +92-42-35062910 Cell: +92-322-4006412 Fax: +92-42-37150407

E mail: dar\_uf\_andlus@yahoo.com